

ولی اللہی سلسلہ تصوف کی معرکہ آرا کتاب

انفاسُ العاقبین

مُصَنَّف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

۱۱۱۳ھ ————— ۱۱۶۶ھ

مُتَرَجِم

پیر سید محمد فاروق قادری ایم۔ اے

فرید گاہِ عالی لاہور

www.faridgah.org

نہ ہوا تو انہیں یقین ہو گیا کہ وہ کامل ہو گئے ہیں۔

کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ) کہتا ہے کہ درندوں وغیرہ سے اِن عُرفا کا نہ ڈرنا اس وقت ہوتا ہے جب یہ نفوس قدسیہ عالم کثرت سے بے خبر ہو کر ذات واحد کے دیدار کی تجلیات میں مستغرق ہوتے ہیں، ورنہ بعض حالات میں یہ لوگ عام بشری خصوصیات سے مستثنیٰ نہیں ہوتے۔

ایک تسامح اور اُس کا ازالہ

غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کی مجلس میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام تشریف لایا کرتے تھے، کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حقیقت رُوح جو کہ تمام کائنات میں جاری و ساری ہے سے واصل تھے، اس لیے آپ اسی مرکز منبع ہدایت سے گفتگو (وعظ و تبلیغ) فرمایا کرتے تھے، جہاں سے دوسرے اولیائے کرام یا انبیاء علیہم السلام فیضان حاصل کرتے ہیں۔ اسی بات کو تسامح کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا کہ آپ کی مجلس میں انبیائے کرام تشریف لاتے تھے۔

حقیقت تعوذ

فرمان باریؑ ”وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ (اور جب تو قرآن کی تلاوت کرے تو خدائے بزرگ و برتر کے حضور شیطان مردود سے پناہ مانگ) کی تفسیر میں فرمایا کہ تو شیطان سے چھٹکارا حاصل کر اور اس کے شر سے دُور رہ اور یہ اس لیے کہ قرأت قرآن کے وقت دل مالک حقیقی کے ساتھ لگا ہوا ہونا چاہیے اور دنیا و آخرت سے بالکل بے نیاز اور درحقیقت یہی تعوذ (پناہ) معتبر ہے، اگرچہ بظاہر الفاظ تعوذ استعمال نہ بھی کیے جائیں۔

قصہ خالد بن سنان کی تشریح

خالد بن سنان کے اس قصے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ مرنے کے چالیس دن بعد انہیں قبر سے باہر نکالا جائے تاکہ وہ عالم برزخ کے بارے میں بتا سکیں، کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ جو مر گیا اور عالم برزخ میں پہنچ گیا، اس کا دوبارہ اس بدنِ ناسوتی میں جو کہ قابلِ تجزی، تبعض اور خرق و التیام ہے، واپس آنا ممکن نہیں۔ البتہ اس کا بدنِ مثالی میں لوٹ آنا

اس لیے ممکن ہے کہ بدن مثالی قابل تجزی اور خرق و التیام نہیں اور یہ رُوح جسدِ ارواح، رُوح اجساد، شخصِ اعمال و اطلاق، ظہور معانی بصورِ مناسبہ اور اشباحِ جسمانیہ میں مشاہدہ ذواتِ مجرّده جیسے حضرت جبرئیل، وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے، آسکتی ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی متشکل رُوحیں اور مشاہدہ خضر علیہ السلام وغیرہ یہ تمام عالمِ مثال کی نیرنگیاں ہیں، جب اس دنیا میں نفوسِ کاملہ مختلف اشکال میں ظاہر ہو سکتے ہیں تو عالمِ برزخ میں تو یہ عمل بطریقِ اولیٰ ہو سکتا ہے کیونکہ عالمِ برزخ میں بدنی (مادی) حجابات کے اٹھ جانے کی وجہ سے ان کے اندر یہ قوت اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خالد بن سنان والے قصے میں اُن کی مراد بدنِ مثالی میں واپسی ہے نہ کہ بدنِ عنصری میں۔

کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں رُوح کا بدنِ عنصری میں لوٹ آنا وہی رجعت ہے جس کے باطل ہونے پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہو، عارفِ تدریجاتِ ارواح کو اُن کی مثالی صورتوں میں لانے کے لیے اپنے مقام سے نزول کر سکتا ہے اور ان تدریجات کی مثال اُن صورت کی طرح ہے جو بحالتِ نیند متخیلہ میں آ جاتی ہیں، چونکہ آنجناب (حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ) کو عالمِ ارواح میں مکمل تمکّن حاصل تھا، اس لیے تدریجاتِ ارواحِ انبیاء و اولیاء اپنے آپ وجودِ مثالی سے آپ پر نزول فرمایا کرتی تھیں۔

منتہائے عابد

فرمایا کہ بیس سال قبل مجھے یہ الہام کیا گیا کہ اگر تُو میری رحمت کی امید پر نماز پڑھتا ہے تو تجھے رحمت سے نواز دیا اور اگر تُو میری رضا چاہتا ہے تو میں تجھ سے راضی ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ بارِ خدایا! میرا مقصود تو بس تعمیلِ ارشاد ہے، لیکن اب تو معاملہ ہی اور ہے، یہاں آپ نے فرمایا: ”الصوفیۃ عبد الظواہر و احرار البواطن“ (یہ گروہ صوفیاء احکامِ ظاہری میں غلام اور جہانِ باطن کا شہنشاہ ہے)۔

فرمایا کہ اصحابِ شہود کو عبادت کی تکلیف و ریاضت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ ان پر عبودیت قائم رکھتا ہے اور یہ نفوسِ قدسیہ نفسِ بلکہ رُوح سے بھی نجات حاصل کر چکے ہوتے ہیں، اس لیے زنا اور شرابِ خمر ایسی برائیوں کی طرف اُن کی توجہ نہیں ہوتی، اگر شاذ و نادر